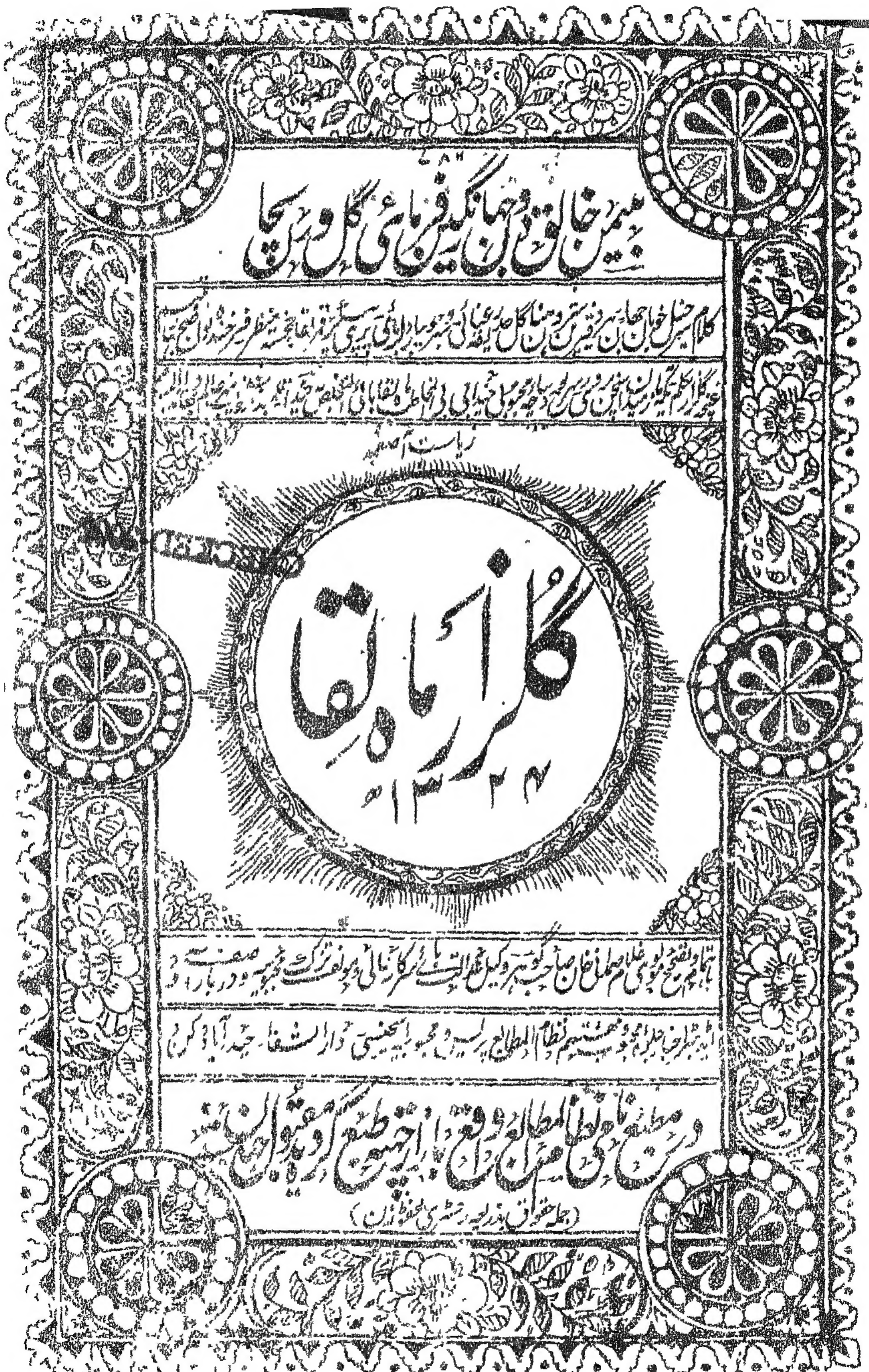

BRARY



بیمن خالق جہانگیر فرمائی گل و ریحا
کلام حسن خوباں جہان [illegible] گل صاحب [illegible]
گلزار الکلم [illegible]
ریاست آصفیہ
گلزار ماہ لقا
۱۳۲۴ھ
باہتمام و تصحیح مولوی غلام صمدانی خان صاحب گوہر [illegible] مولف تزک محبوبیہ و دربار آصف
ایڈیٹر اخبار جلوۂ محبوب و مہتمم نظام المطابع پریس و محبوب المطابع دار الشفا حیدرآباد دکن
در مطبع نامی نظام المطابع واقع دار الشفا طبع گردید
(جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہان طاقت ہے راہ حمد مین جو ہو زبان گویا — کہ یہان عجز و خاموشی ہین یکجان گویا
نہ ہو نعت محمد مین کسی سے محفل آرائی — بچار رکھہ ہرزہ گوئی سے زبانکو شمع سان گویا
ثنا کی راہ مین ہرگز نہ پہونچے پائے مقصد کو — چلے اس دشت مین سر سے اگر پیر و جوان گویا
رسائی کب ہے اندیشہ کو بیان عجز نارسائی کے — زبانکو بند رکھہ اشک گہر ہووے روان گویا

بجز حق کے کوئی کب واصف وصف ائمہ ہو
رہا چپ سدا افلاک پہ بھی یہی نکتہ نہان گویا

دل ہے دیوانہ ازل سے زلف کی زنجیر کا — کب بند ہا چھوٹتے ہی شانہ ایک مو تقدیر کا
ہاتھہ مین کب آئی ہے افسوس ہے یہ اقلیم دل — جز تواضع کے نہ دیکھا چٹکلا تسخیر کا
ایک نگہہ مین صید عالم کو کیا ابرو کمان — مرغ دل کو بھی میرے مطلب ہے اس نخچیر کا
شعبدہ بازی سے اپنے درگذر اے مست ناز — وصل کے وعدہ مین حیلہ خوش نہین تدبیر کا

نازِ چندا کو نہ ہو کیوں نوجوانی پر فلک
جسکو ہر دم ہے بھروسا مرتضیٰ سے پیر کا

تڑپے ہے دل بام سے اس بیقرار کا — تسکین جان ہے وقت ہو جب دم دوچار کا
دل سے کیا ہوں وعدہ کہ یک روز پیجیےگی — سرمست ہو کے قصد کروں لالہ زار کا
یک عمر ماہرو سے زبس ہم نشین ہوں — قابو پڑا کبھو نہیں بوس و کنار کا
ہر چند راہِ عشق میں دل پائمال ہے — روزِ جزا میں رتبہ ہے اس انکسار کا

چندا کو بخش یا علیؑ اپنے جناب سے
رتبہ جو دو جہان میں ہو اقتدار کا

میں پوچھا دل سے اپنے اب ہوا تو یار ہی کسکا — کہا اس دور میں گو رونق بازار ہے کسکا
نظر آتا نہیں وہ بت نہ کچھ الفت ہی لوٹی ہے — چھپا سینے میں منکے رشتۂ زنار ہے کسکا
نگہہ پیما اشنا ہے چشم کے اور انتظاری میں — برنگ بلبل اب محو گل گلزار ہے کسکا
مجھے پہلے ہی رغبت کر پھر آخر دے چلا ٹالا — اگر انکار ہے تیرا تو پھر اقرار ہے کسکا

نہیں جز مدح مولا کے سنا کوئی سخن لب سے
دل چندا الٰہی مخزن اسرار ہے کسکا

آنے کا منتظر ترے بیدار ہی رہا — کھٹکا ہر ایک پا کا گران بار ہی رہا
ساغر مجھے کبھی نہ دیا تو نے ایکبار — ہمراہ نت رقیب کے سرشار ہی رہا
رشتہ وہ ہے عشق کا اے صاحب کنشت — جبتک کہ زندگی ہے وہ زنار ہی رہا
وعدہ خلافیوں پہ تمہارے تو اے صنم — جسوقت دیکھا مہ کو تو ناچار ہی رہا

ثابت قدم ہے جو کوئی چندا کے عشق میں
صف میں وہ عشق بازوں کے سالار ہی رہا

[illegible] — [illegible] گر ہو ارادہ نباہ کا

ابرو کمان کو کھینچ کے کی اس طرف نظر — تب سے پڑا ہے کھٹکے مین ناوک نگاہ کا

شب کو فغان تھی میری ترے در پہ اے صنم — تو بھی تو گوش زد نہ ہوا نالہ آہ کا

اے یاد بے خبر تجھے اب تک خبر نہین — کبکا گذار ہو گیا کوچہ مین راہ کا

چیندا کے دیکھنے کی جو خواہش کرے کوئی
رکھتا ہو وصف اپنے مین وہ عز و جاہ کا

عالم ترے نگہ سے ہے سرشار دیکھنا — میری طرف بھی ٹک تو بھلا یار دیکھنا

نادان سے ایک عمر رہا مجھکو ربط عشق — دانا سے اب پڑا ہے سروکار دیکھنا

گردش سے تیری چشم کے مدت سے ہون خراب — تسپر کرے ہے مجھسے یہہ اقرار دیکھنا

ناصح عبث کرے ہے منع مجھکو عشق سے — آجاے وہ نظر تو پھر انکار دیکھنا

چیندا کو تم سے چشم یہہ ہے یا علیؑ کہ ہو
خاک نجف کو سرمۂ ابصار دیکھنا

اٹھا جو چلہ کش ابرو کمان دلگیر ہو گویا — کھٹکتا دل مین وہ میٹھا نگہہ کا تیر ہو گویا

ہوا ہون اسطرح زندان غم مین گھل کے کاہیدہ — ترے مجنون پہ خندان حلقۂ زنجیر ہو گویا

کیا یہہ وضع اوس نقاش قدرت نے عجب کیا ہے — جو میرے غنچہ لب ہے صورت تصویر ہو گویا

نگہ کی تیغ کو جب کھینچ کر وہ گھات پر آوے — زبان شکر سے اودم دل نخچیر ہو گویا

مجھے پاس ادب ہے بیان تک نے مولا کے مناقب مین
زبان خامۂ چیندا کے تحریر ہو گویا

اوٹھا نا جور بیجا وصل جو ایسا ہی مقدر تھا : — مجھے تنہا ہی رہنا آپکے ملنے سے بہتر تھا

فقط سلک گہر دندان نہین تھے آبداری مین — لب خوشرنگ بھی ہر ایک گویا لعل احمر تھا

نہ سمجھا تھا محبت کی لڑی توڑے گا آخر تو — اوایل کان لغت مین سخن تیرا الٹ گو ہر تھا

[illegible]

شناسائی ہوئی ذات الٰہی سے تو کیا باعث
تجھے چنداؔ شہنشاہ نجف کا عشق رہبر تھا

رہے نوروز عشرت آفریں جوشن بہار افزا
گل افشاں ہو کرم تیرا چمن میں دہر کے سر جا

نہ پوچھو کوئی عیش و خرمی کو عہد میں اسکی
کہ جسکے فیض سے گلگشت ہے دور ساغر صہبا

ارسطو جاہ وہ فرخ نژاد اہل عالم ہے
کہ جسکے فضل و بخشش کا جہاں میں ہے علم برپا

دعا ہے یہ موالی کی تصدق سے اسکے
رکھے سایہ میں اپنے لطف کے تجھکو علی مولا

نہیں کچھ زیب کے مضمون میں مطلب اس میں
عیاں چنداؔ پہ جو کچھ ہے نوازش ہے کرم فرما

باب ب

نہ گل سے ہی غرض تیرے نہ ہی گلزار سے مطلب
رہا چشم نظر شبنم میں اپنے یار سے مطلب

یہ دل دام نگہ میں ترک کے بس جا ہی اٹکا ہے
بر آوے کس طرح اللہ اب خونخوار سے مطلب

بجز حق کے نہیں ہے غیر سے ہرگز توقع کچھ
مگر دنیا کے لوگوں میں مجھے ہے پیار سے مطلب

نہ سمجھا ہمکو تو نے یار ایسی جان فشانی پر
بھلا پاوینگے اے ناداں کسی ہشیار سے مطلب

نہ چنداؔ کو طمع جنت کی نے خوف جہنم ہے
رکھے ہے دو جہاں میں حیدر کرار سے مطلب

ہو سکے ہے کب تیرے چہرہ کے ہمسر آفتاب
گو رکھے ہے نور کی خلعت کو در بر آفتاب

آ کرے ہے در پہ تیرے جبہہ سائی ہر سحر
اس لئے چشم خلایق کو ہے منظر آفتاب

جب کرے چہرہ کو اپنے وہ پری نقش و نگار
ہر سحر لاوے یہاں آئینہ در بر آفتاب

حسن کے شعلہ سے تیرے جبکہ ٹپکے ہے عرق
شرم سے بس ابر کے دامن میں ہے تر آفتاب

ڈر نہ ذرہ بھر بھی چنداؔ ظلمت امکان سے
ہے تیرا حامی علی دو جہاں کا مظہر آفتاب

قتل پر کسی کی آج ہوتی ہے
توسن حسن پر سوار شراب
رکھ کرم پہ تیرے نظر مجرم
نوش کرتے ہین ہشیار شراب
ان کو آنکھین دکھا دے ٹک ساقی
چاہتے ہین جو بار بار شراب

یا علی حشر مین دو چندا کو
آب کوثر کی خوشگوار شراب

دل ہو گیا ہے غم سے ترے داغدار خوب
پھولا ہے کیا ہی جوش سے یہ لالہ زار خوب
کب تک رہوان حجاب مین محروم وصل سے
جی مین ہے کیجے پیار سے بوس و کنار خوب
ساقی لگا کے برف مین مے کی صراحی لا
آنکھون مین چھا رہا ہے نشہ کا خمار خوب
آیا نہ ایک دن بھی تو وعدہ پہ رات کو
اچھا کیا سلوک تغافل شعار خوب

الہی ہو اسندی رہے چندا کی یا علی
با صد بہار دیکھے جہان کی بہار خوب

شکو بغل مین تنگ تھا وہ سرحجاب خوب
دیکھا ہون صبح آئینہ مین آفتاب خوب
شمشاد و سرو باغ مین کیا دنگ رہ گئے
دیکھا جو اوس کا مصرع قد انتخاب خوب
ذرہ کی کیا مجال گلے مہر کے ملے
بس ہے یہ ایک بوسہ لب بے حجاب خوب
آگے تھے یک فسانہ پہ چڑیا کے ہم سے خوش
کرنے لگے ہو اب تو سوال و جواب خوب

چندا جو دیکھے یا علی کعبہ سے تا نجف
راہ خدا مین اوس سے نہین کچھ صواب خوب

سوتا ہے ساتھ اپنے وہ گلعذار ہر شب
صد شکر دیکھتے ہین کیا کیا بہار ہر شب
شاید کہ میرے گھر مین وہ رشک ماہ آوے
رہتا ہون اسلئے مین امیدوار ہر شب
پھر لو لگی ہے مجھکو کس تشنہ رو کی ہے
دل اندلون رہے ہے کچھ بیقرار ہر شب
خود صید ہوگئے ہین اب دام مین کسی کے
کرتے تھے آپ باہم تا زلفہ شکار ہر شب

باب پ

میدان حشر مین تم حیدرا کے کام آنا
بس التجا ہے اپنی دلدل سوار ہر شب

ہمنائے زلفون کے جیسے ہین پیچ وتاب مین سانپ
کسی نے دیکھے ہنین ایسے کالے خواب مین سانپ

جہلک جو زلف معنبر کی خواب مین دیکھی
بجستر ہین رات سے ہین دیدۂ پرآب مین سانپ

ہنین ہے زلف کی لٹ اوس رخ معرق پر
یہ اوس چاٹنے نکلا ہے ماہتاب مین سانپ

اگر ہو چین جبین جام دے وہ بادہ گسار
ہزار دن آوین نظر ساغر شراب مین سانپ

باب ت

جناب شاہ نجف کا جو مارے دم حیدرا
ٹپک ٹپک کے رہے ہین کو اضطراب مین سانپ

آپ گردن تو ہلا دیتے ہین ہر بات کیوقت
یہ غضب ہے کہ مچل جاتے ہو بہر گہات کیوقت

آنکھہ بھی پھڑکے ہے اور بھون بہی ہل جاتی ہے
اونکی چتون کو ذرا دیکھو اشارات کے وقت

چشم بد دور بہم ہوتے ہین کیا کیا چہلین
بلکہ الفت کی ترقی ہے ملاقات کے وقت

جا بجا ہوتے ہین اہبات کے دن کو چرچے
تم جو چپ چاپ رہے کہین جاتے ہو رات کے وقت

کرے حیدرا تو جبین سائی شہ مردان سے
مانگ لے دولت کونین عنایات کے وقت

بندہے عقدہ کشائی کی کیون ہر کار مین صورت
سلے ہے اسم اعظم کی جو میرے یار مین صورت

ہوا زیبا بدن گلرو تمہارا اخلق جبدن سے
نہ دیکھا وہ زمانے مین کسی گلزار مین صورت

تصدق اسلئے ہون مین جواہر پوش کے سر پر
نظر آجائے اوسکے دل کے نو سر ہار مین صورت

مین دیکھا تھا کئی بار مین اپنا انکو چکر سے
کبھی آتی ہے وہ بھی ہر نگہ کی تار مین صورت

رہے حیدرا نہ کیون کر مرتضے کے یاد مین ہر دم
اگر کچہہ مخلصی کی ہے تو اس کردار مین صورت

بسی ہجوم گل سے اپنی کیا خوش آئی ہے بسنت
باغبین گلرو کے آگے رنگ لائی ہے بسنت

پوشش گل دستے تجکو خوش آئی ہے بہار
گرچہ رعنائی کا اپنے ساز لائی ہے بسنت
مشکش و رزکو اتش ہو جب تو کیا نازک خرام
ہو سپے تیرے لئے منڈ دیکو چھائی ہے بسنت
جلوہ گر ہو یار جب بر مین کیا رنگین قبا
جس طرف کیجے نظر دیکھو مین چھائی ہے بسنت

سر کو اپنے کر تصدق آسکے ہے مثل گدا
تیرے در پر یا علی چندا نے گائی ہے بسنت

تو نے کی شرط وفا مجھ سے ادا صد رحمت
دل مرا لے ہی لیا پھر نہ دیا صد رحمت
گر تجھے عار ہے ملنے سے مرے اے ظالم
کیوں کیا عقل کو تو نے مجھ سے جدا صد رحمت
سود و نقصان کی نہین مجکو غرض دنیا سے
مین رکھوں تیری خوشی تو ہو خفا صد رحمت
غمزہ و ناز و ادا کر کے مرے دل کو لیا
اسلئے کرتا ہے بیدل یہ جفا صد رحمت

چندا جو کوئی ہے خدام جناب مولا
اوسپہ ہے صبح و مسا نام خدا صد رحمت

رو برو کب ہو لب لعل کے تاب یاقوت
نام سن جسکا اوتر جائے ہے آب یاقوت
حیف بوسہ دیا پان چبا کر ظالم
اپنی قسمت مین مگر تھا یہ حجاب یاقوت
کر کے عاشق کے طرف پھینک دی گالی
مثل شلجم کے ہوا رنگ خراب یاقوت
پہونچی کی جب ترے آجائے ڈھلک پہونچی پر
خندق دست سے ملتا ہے جواب یاقوت

یا علی کیجئے فردوس مین چندا کو عطا
لعل کا قصر کہ ہووے سب باب یاقوت

کرے یک بیک جو کے دانے سے لئی جوانیدہ غفلت
نہ پوچھو ہوش کی اوسکے ہو جسکی انتہا غفلت
رکھے ہے ہر پری پرواز مین اسیر دو عالم کو
کبھی تک صید دل ہو دام سے تیرے رہا غفلت
پر پریوں نشہ بخشے ہے نگاہ مست سے اپنے
پریشان دل تھا اپنا اوس پہ زلفوں کی جدا غفلت
بڑی جرات ہے اوس کی جو ہین تیرے ہم نشینی مین
یہ تیری یک نگہ نے دل پہ میری کی ہے کیا غفلت

کر و اب فضل سے چندا کو اپنی یا علی بخشش
رہے تا دور اوسکے دیدۂ دل سے جدا غفلت

شیشۂ دل کو دیا ہوں تیرے ہات
کعبۂ دل ہی سمجھ کر اپنا گھر
انتظار آخر ہوا اے گلعذار
دو ہی دل ملنے میں تم گھبرا گئے

چوریاں ثابت ہو کہہ تو اپنے سات
اے بت نامہرباں رہ ایک رات
غنچۂ لب سے نکی پر تو نے بات
پھر خدا ہی جانے کب ہو ایسی گہات

رو برو چندا کے ہووے کیا عجب
مشتری و زہرہ و پروین کو مات

اے حسرت دل کیجے نہ آہنگ خرابات
یوں اوسکے مرے نشہ میں ہی صلح کا عالم
انگور کا دانہ ہے پر اک آبلۂ پا
غش کھائے ہے جی سنتے ہی گھبرا گئے ہے دل بھی

کچھ اندنوں بگڑا ہے بہت رنگ خرابات
جسطرح کہ مستوں میں رہے جنگ خرابات
طے ہوتے ہیں کس لطف سے فرسنگ خرابات
بجتی ہے عجب لے سے نے و چنگ خرابات

یا ساقی کوثر یہی چندا کی دعا ہے
یہ دور رہے اون سے جو ہے ننگ خرابات

ہو ہدف ہو گر عیش میں پیری جوانی ہی عبث
جانفشانی پر مری گو رحم آیا بعد عمر
آہ و نالہ پر مرے کیا داد دی ہے مہرباں
غیر سے ہوتا ہے کیوں تو مختلط ہر بزم میں

گر نہ ہووے تو بغل میں زندگانی ہے عبث
گر نہ ہو دل سے بظاہر مہربانی ہی عبث
وائے قسمت سنکے بولے قصہ خوانی ہی عبث
گر یہی صورت ہے میری جانفشانی ہی عبث

بخشتا ہے ہر گدا کو تو دو عالم یا علی
در پہ کب چندا کو تیرے پاسبانی ہے عبث

یکایک ہم سے تو جو بدل ہوا ہی اسکا کیا باعث
اگر دل اپنا دے ہے غیروں کو نہیں پوچھنا باعث

نہ تھا گلو سے یا غنچہ دہن سے کام گلشن میں — خرابہ جان و دل کا کس لئے یہاں تھی صبا باعث

جفا کرنے میں تجھکو بے مدل گریہ کیا حق نے — ولے ہو لی ہو ہر اک دم مری تجھکو وفا باعث

نہیں کچھ ہے مرا نقصان گو غیروں سے ملنے سے — نہیں ملتے ہو مجھ سے کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

ہمیں آل احمد ہے یقین چندا کو محشر میں
کہ ہو دیں جرم بخشی کو علی مرتضی باعث

دل میں میرے پھر خیال آتا ہے آج — کوئی دلبر بے مثال آتا ہے آج

کیوں پڑا بیہوش اوٹھ اے الفت سے اب — ہے ندا صاحب جمال آتا ہے آج

سنگ رہ ہوں ایک ٹھوکر کے لئے — لے پہ وہ دامن سنبھال آتا ہے آج

مشتری و زہرہ باہم سعد ہیں — اسلئے ابرو ہلال آتا ہے آج

ہم سوا چندا کے دل میں یا علی
کس کی عظمت کا جلال آتا ہے آج

لطف ہے گر تو پلاوے اپنے میخانہ کے بیچ — سب ہوس پوری ہوا ایک پیمانہ کے بیچ

کب مٹا ہیں اشک داغ دل کو گلرو لا علاج — اب رہا ہے دل عاشق کی گل کھانے کے بیچ

بے تکلف ہے مرا آئینہ رو تیرے سوا — بار ہو کسکو میرے دل کے پہچانے کے بیچ

عیش میں حیلہ جو ایسے ہے نظر تالیف پہ — ہو وے کمتر کیں میری اپنے بہلانے کے بیچ

یا علی چندا کو ہے یہ مدعا اللہ سے
عیش ہو وے روز و شب میرے سیہ خانے کے بیچ

آ لا بالا نہ بتا ملنے میں ہر بات کے بیچ — وعدہ کا کب ہے تحمل دل بیتاب کے بیچ

کیمیا کیلئے ناحق نہ ہوس ہو خراب — جو چمک عشق میں ہے کب ہے وہ سیماب کے بیچ

عشق کی موج رکھے ہے کئی در یکبار — دل ناداں نہ پڑھ دیکھ کے گرداب کے بیچ

ماہر موج کو بنا غرق جدا سر ہو کر — سیر دریا کا کرے تشنہ ... کے بیچ

دل سے آنکھوں سے یہ حیدرا بجناب مولا
سر سے پا تک ہے مقصر سبھی آداب کے بیچ

ہر شب دل پھنس گیا ہے زلف سیہ فام کے بیچ
کوئی صورت ہے رہائی کی نہ اس دام کے بیچ

ہم سے ہیں سبھی سرشار ہیں ساقی دے مجھے
تیرے پینے سے جو باقی [illegible] جام کے بیچ

کیسے تجھ سے کیا وصل کا وعدہ ظالم
تجھکو میں صبح و مسا دیکھتا ہوں کام کے بیچ

یا علی تم سے ہے حیدرا کو یہ امید قوی
دین و دنیا میں رہے لطف سے آرام کے بیچ

ہے عاشقی میں زعم ہر اک کو وفا کے بیچ
ثابت قدم ہو تم کوئی تیرے جفا کے بیچ

پہنچائی آہ بو نہ مجھے زلف یار کی
یہ اندنون غبار ہے میرے صبا کے بیچ

ہو وہ جفا سوائے نہیں ذرہ تجھکو رحم
یہ میرا صبر دیکھ ہوں تیری رضا کے بیچ

اغیار سے بھی نظر کرے ہے تو بار بار
دیکھا نہ اب لطف کسی آشنا کے بیچ

یہ ہی مراد و مقصد و مطلب ہے یا علیؑ
حیدرا پہ لطف و رحم ہو ہر دو سرا کے بیچ

حق نے وہ صفحۂ امکان پہ کیا یار کی طرح
جس نے دیکھا سو بنا صورت دیوار کی طرح

رہتے ہیں در پئے ایذا وہ ہر اک وقت مرے
دل میں ساکن ہیں ہمارے وہ ستمگار کی طرح

زہد و تقوی ہوئے رخصت کہ میں بیہوش ہوا
کچھ بھی آنکھوں میں ہے طرح وہ میخوار کی طرح

کیوں طبیب اب نہیں کرتا ہے علاج دل ریش
کیا خوش آئی ہے ترے جی میں بیمار کی طرح

ہووے حیدرا بھی در روضہ کے تصدق یا شاہ
روز و شب شمس و قمر جیسے ہیں زوار کی طرح

آج کرتا ہے لباس اپنا بت گلفام سرخ
ہے دوگانہ شکر کا عاشق کا ہوا انجام سرخ

ہر قبر لازم جدا ہے عشق میں اوس ترک کے
ہو مبادا خون ناحق سے کوئی شام سرخ

شاخ گل مین کب اداہے وہ چمن کی ساقیا / خوشنما جیسا ہے تیرے ہاتھ مین یہ جام سرخ
مرغ دل اپنا بھی نازک اسقدر ہے کب چھٹنے / جب تلک ہووے رگ گلشن پہ بلبل دام سرخ

یا علی حیدر کا ہووے صفحۂ دنیا پہ نقش
جسقدر شاہون کا قایم ہے نگین پر نام سرخ

ہمین ملتا نہ پل بھر خدا رخ / دکھا ٹک تو بہو فا جادو ادا رخ
کیا جلوہ مین پیدا ان اک عالم / فقط میرا نہین یہ دل ربا رخ
نہ پوچھو انتہا کی کوئی اوسکے / خدائی کا ہوا جو ابتدا رخ
اگر گلرو ہمین ملتا ہے کھل کر / بھلا تو مت چھپا مجھسے صبا رخ

غرض حیدر کو ہے کیا شش جہت سے
دکھا دے اب نجف کا مرتضیٰ رخ

چھپے نہ کیون رہے تیری ترچھی نگاہ شوخ / اور دن کب کیا ہے بھلا تو نباہ شوخ
کب بوالہوس کو عشق مین منزل ہو جسم کی / ہے جادۂ نگاہ سے آہو کی راہ شوخ
دونون طرح مین یاد اوسے دلبری کے ڈھب / محبوب ہے ہم خواہ رہے یار خواہ شوخ
کسری ہی لیکے آج تلک چشم و ہر مین / دیکھا نہ تجھسا اور کوئی اہل جاہ شوخ

گردن فراز کیون نہو حیدر کی یا علی
ہے سر پہ اوسکے لطف کی تیرے کلاہ شوخ

سو ہے جناب مین اتنا تک شیخ کے ہم گستاخ / خدا کے واسطے ہم سے نہو صنم گستاخ
چھپایا راز محبت کو دل مین پر ہیہات / کرے ہے نام مرا بد یہ چشم نم گستاخ
جو آوے جبین سو کہلے مین عرض وہ اپنا ہے / رہون ہزار حضوری مین پر ہون کم گستاخ
کہا گلے سے لگا لے تو التفات نہین / کہے ہے تنبیہ مجھے کیون تو دمبدم گستاخ

یہی امید ہے حیدر کو خوبرویون مین

رہے ہمیشہ ترا یا علیؑ کرم گستاخ

ترے کوچے سے جب آتی ہوئی دیکھا صبا بیخود
گرا جا کر وہیں قدموں پہ اوسکے سر جھکا بیخود

مجھے محروم رکھیو ہرگز نہ اپنے لطف سے پیارے
ازل سے ہیں ترے جان و دل سے مبتلا بیخود

تصدق نام پر تیرے کئے و مہر مین سبھی لیکن
کسی نے عشق مین تیرے نہیں مجھسا سنا بیخود

کیا تھا وہ قدم رنجہ کسی دن باغ مین اک شب
ہیں گل سرنگوں ہیں سرو بھی ہے کر رہا بیخود

مجھے دو خسروی دو جہان مین اپنی بخشش سے
سدا مولا سے چندا مانگتی ہے یہ دعا بیخود

کچھ دل کرے صیاد کو اللہ جو میرا صید
کردوں مین سبھی دام سے یکدم مین رہا صید

اب مژدہ بہار آنے کا سنتے ہی قفس مین
تڑپا ہے کہ کچھ بال و پر اپنے نہ رکھا صید

کیا دام مین گیسو کے پھنسا ہے دل دانا
یون مفت گرفتار اجل آکے ہوا صید

دیکھے ہے سوا تیرے نہ پھر آنکھ کسیکو
اس آہو سے دل کو مرے تو کیسے کیا صید

تم سے یہ توقع مرے مولا ہے جہان مین
چندا کرے اعدا کے تئین اپنے سدا صید

اگر ہو کچھ بھی مری آہ کارگر صیاد
رہے نہ دل مین ترے ظلم کا اثر صیاد

مین اپنے آپ ہی سے دام مین پھنسا لیکن
تری کہان تھی مرے صید پر نظر صیاد

ازل سے مرغ دل اپنا ہوا ہے صید ترا
کبھی تو ہولے سے کر اسطرف گذر صیاد

تڑپ کے جان تو یون دے رہا ہے تیرا صید
جئے گا اور کوئی دم جو لے خبر صیاد

یہ مدعا ہے مرا تم سے یا علیؑ ہو قبول
عدو کی شام یہ چندا کی ہو سحر صیاد

کریگا جو گلی مین اوسکے تو اپنا گذر قاصد
سوائے آہ کے کچھ نہ میرا حال سر قاصد

لکھا اوسکے لئے خون جگر سے نامۂ رنگین
کہ تا دلپر کھلین جسم کے ہووے اثر قاصد

کہاں یاد رہیں غم دل کی کراماً کاتبین تک ہے — رسائی غیر کی کب ہو نہ جبتک نظر قاصد
جو پوچھے ہجر کی حالت مری وہ بیوفا ہنسکر — تصدق ہو کے کہہ یا آہ نے سر دو چشم تر قاصد

برائے مدعا چندا کا یا شاہ نجف جلدی
ہے کرنا عرض حشمت آستان پر سر کو دہر قاصد

بتا دیگا ہمارے دل کا جو کوئی عیان مقصد — کریں ہم اوس سے اسرار حقیقی کا بھی بیان مقصد
کبھی اے غنچۂ لب چشم نرگس اس طرف بھی تو — نظر کیجو کہ تا ہو وے ہزار گلستان مقصد
جو ہووے روبرو اوسکے مری تصویر بھی شاید — لب خاموش سے اپنے کرے کل بیکسان مقصد
اوٹھایا کب کوئی پیر فلک سے فائدہ اتنک — وہی دے داد بھی الفت کی جو ہو وے جوان مقصد

ازل سے یا علی مرتضیٰ تجھپر فدا ہون مین
ہر اک سجدہ سے چندا کو ہے تیرا آستان مقصد

اگرچہ گل کی سیج ہو بستر بھی اوڑ جاتی ہے نیند — سر رکھون قدموں پہ جب تیرے مجھے آتی ہے نیند
دیکھ سکتا ہی نہین آنکھون سے ٹک آنکھین ملا — منتظر ہے مثل نرگس تیرے سودائی ہے نیند
جب سے مژگان کا ہوں در پے ترے جادوکش — روبرو جب سے مری آنکھون کے ٹل جاتی ہے نیند
دھیان مین گلگشت کے چین آتا نہین افسانہ گر — لے صبا سے گاہ بوسے یار بہلاتی ہے نیند

اشک تو اسنے بہے چندا کے چشم خلق سے
قرۃ العین علی کے غم مین بہ جاتی ہے نیند

گر لکھون چشم کی شوخی ہو پیر افشان کاغذ — صفت مین رخ کے ترے تختۂ گلستان کاغذ
درد دل کو کبھی تحریر کرون حرف بحرف — سیل مین اشک کے کشتی طوفان کاغذ
گر تجھے میری ہے خواہش تو ملوگا اس شرط — تو کہے راست کہ دیتا ہون مین پیمان کاغذ
نامہ بر ہووین تری راہ مین بلقیس یہ چشم — دلوے جس طرح سے ہدہد کو سلیمان کاغذ

یا علی خط کنیزی ہے جو چندا نے لکھا

ہو وے زوار نجف ہے یہ نمایاں کاغذ

روک کو یہ نگہ بد کے ہے قاتل تعویذ
اسطرح یار کا نامہ ہے برابر دل کے
شرف عصر میں اب خون جگر سے کر نقش
جیسے الماس جگر خوار ہے یہ لگن میں سجا

اپنے بازو میں تو رکھ کر کے مراد دل تعویذ
کام آوے یہ کسیدن دم مشکل تعویذ
لکھ کر دیتا ہوں جو لیتا ہے حامل تعویذ
دیکھئے ہے یار کے سر پر سبھی محفل تعویذ

مجھکو خواہش نہیں چنداؔ جسم جاں ہے
دل پہ ہے حب علیؑ کا مرے کامل تعویذ

آئینہ سکندر کا نہیں دل کے برابر
سو بار سنا ہیں بھی جمشید کا ہم نے
پرویز کو نسبت نہیں فرہاد سے شیریں
کب طوطی تصویر ہوا طوطی گویا

ظالم نہ سمجھنا کہ ہے یہ سیل کے برابر
لیکن نہیں دیکھا تری محفل کے برابر
ناقص نہیں ہوتا کبھی کامل کے برابر
جاہل کو نہ اعزاز ہو کامل کے برابر

ہاں بندگی شاہ نجف خوب ہے چنداؔ
ہے شاہ کوئی اوس شہ عادل کے برابر

خبر پہونچے باغباں گلشن میں آئی ہے بہار
یہ کہاں طاقت تیرے رخ کے برابر ہو سکے
کون ہے گم گشتہ اب دیوانہ جیسا فصل میں
منتظر ہے چشم عالم مثل نرگس ہر طرف

دیکھئے کس رنگ تازہ لاتی ہے بہار
گرچہ کہنے کو صدا جوبن دکھاتی ہے بہار
کھوج کو جسکے چراغ گل لے آتی ہے بہار
دیکھیں کسکا اب چمن میں دل جلاتی ہے بہار

مثل بلبل جو اوسے دیکھے غزلخواں کیوں نہ ہو
یا علیؑ چنداؔ ترے گلشن سے پاتی ہے بہار

گرچہ چند ہوں سے ترے ظاہر میں گلشن ہر چند دور
رنگ و بو پرواز میں کیوں نہ گلوں سے عندلیب

جان و دل سے ہوں تصور میں گر ترے حضور
کیا کسی خانہ برانداز چمن کا ہے ظہور

یاد مین کس کی پھتا برق تجلی کے ہون مین
اشک سے میرے گھٹا ہے سخت باران کا وفور

جسکے لئے کی تحقیق ہر دم چشم دل سے یار کی
مرد حق بین اس جہان مین ہین وہی صاحب شعور

شر و ہرگز نہ ہو حیدرا کسی سے دہر مین
یہ جناب مرتضیٰ کی ہے کنیزی کا غرور

عنبرین خط سے مرے خورشید مست ہوتا دوچار
خال سے تیرے خجل ہے نافہ مشک تتار

ہے صراحی غنچہ ساغر گل ہے صحن باغ مین
یار ساقی ہو برستا ہو وے ابر نو بہار

گرچہ عالیقدر ہے وہ بیمثال اس دہر مین
پر خدا آغوش مین لاوے ہمارا یکبار

گلبدن غنچہ دہن وہ سرو قد یک بارگی
خوشخرام آوے ادہر کو جی کرون اپنا نثار

کیون نہ ہو تسخیر کشور مالک سیف و قلم
ہے مدد کو دہر مین حیدرا کے شاہ ذوالفقار

ساقی دے مجھکو جام مے ارغوان بھر
ہر تن مین مردہ دل مرا تو اسمین جان بھر

خالی متاع حسن سے ہون چشم منتظر
او معنوی مین آئینہ لے یون دو کان بھر

جی تو تڑپ چلا ہے یہ پہنچا ہون دوستو
ملنے کا اوسکے مژدہ ابھی دے جو کان بھر

شاہ و گدا تو دنگ ہوئے رقص پر ترے
عاشق ہے ہیجان نئی لئے سے تان بھر

حیدرا کو یہ امید ہے یا مرتضیٰ علی
صدقے مین دے حسین کے موتی سے خوان بھر

ہے کہان غیرون کو تیری دلربائی کی خبر
جب سے سنتا ہون ہے تیری خودنمائی کی خبر

کعبۂ دل توڑ کر کرتے نہ ہم تجانہ اب
ہوتی گر ہم کو صنم کے بیوفائی کی خبر

واہ کیا قسمت ہے میری جانفشانی پر سمجھے
دی رقیب روسیہ نے نارسائی کی خبر

بال و پر ہم نے نکالے آشیان سے دام مین
ہمصفیر دیر ہین اب تک رہائی کی خبر

حضرت آدم سے حیدرا حشر تک مشہور ہے

بس جناب مرتضیٰ کے رہنمائی کی خبر

جب ہوا صحن چمن مین خسرو گل کا گذار
سنکے یہہ آواز خوش قلقل نے کہا مجھسے کہ اُٹھ
الغرض ہو چکا ہے اوس جشن فیروز فلک
دہ نتیجہ ہے کئے خسرو کا جس کے روبرو

عندلیبوں نے کئے ہر سمت سے مجرا ایکبار
جہل لیستی تو بیہوش ہوکر تو بھی اب دیکھیں بہار
مسند آرا اس جگہہ دیکھا امیر نامدار
رعب سے نام سخاوت لے نہ حاتم زینہار

مدعا حیدرا کا بستے بہر اب ارسطو جاہ سے
فیل وزر بخشش تو کی جاگیر کا بھی ہو شمار

کٹ گئے طریق عشق مین رہبر کا غم ہنوز
انکار تجھکو قتل سے میرے ہی تھا مگر
غیروں کو چشم رحم سے دیکھے ہے بزم مین
کیا کیا رکھا تھا چشم توقع نہ یار سے

ہے چشم رہنما سے مجھے نقش قدم ہنوز
شکر خدا حنا کا رہا خون جسم ہنوز
آہو نژاد کو ہے فقط مجھ سے رم ہنوز
اتنک ہوا نہ راست وہ ابرو کا خم ہنوز

حیدرا کو حب آل عبا جوش پر ہے یون
ہو جسقدر زیادہ وہ سمجھے ہے کم ہنوز

نہین کنج قفس مین رنج کچھہ صیاد سے ہرگز
کیا اوسکے لئے ہون ضبط آہ و نالہ فرقت مین
کرین چاک قفس انسان طوسے فصل مین گل کے
بنایا یار کی صورت کو وہ نقاش قدرت نے

نہ بھولے اتنا وہ ظالم برائی یاد سے ہرگز
نہ وہ شکوہ کرے ظاہر میری فریاد سے ہرگز
سنا ہو مت اسیروں کو غیر آزاد سے ہرگز
کھچے نقشہ نہ ایسا مانی و بہزاد سے ہرگز

توقع ہے یہی حیدرا کو ہردم دین و دنیا مین
نہین ہوگی یا مولا تجھے امداد سے ہرگز

سج کے اس طرح سے نکلا وہ طرحدار کہ بس
کوہکن پر بھی کیا جور مگر شیرین نے

جان و دل ہو ہی گیا دیکھہ گرفتار کہ بس
تو نے اس طرح کیا ہے مجھے بیزار کہ بس

ہاں رو خواب مین بھی کب نظر آیا مجھکو — شب شماری ہی مین ہاں یون دل بیدار کہ بس
ہین جفا کار دل آزار ہزارون لیکن — چشم عالم نے نہ دیکھا یہ ستمگار کہ بس

مجھسے چپ نا ہو کچھہ حاضر و غایب تعریف
ہین مددگار مرے یون حیدر کرار کہ بس

ملا یا گر تو اوسکے انکھڑیون سے آنکھہ کم نرگس — نکر یون دیدۂ و دانستہ اپنے پر ستم نرگس
مقابل سب ہوا جاتا ہے اوسکے چشم شہلا کے — ہتین رکھتی ہے آنکھون مین اگر کچھہ اپنے نم نرگس
نظارہ کو وہ گل و سرمگین آنکھون سے آتا ہے — نظر آتا نہین رستہ چمن کا کچھہ بسر ہم نرگس
ہوا ہے جب سے وہ رشک چمن ایجاد عالم مین — کیا چاک گریبان گل نے شبنم سے قلم نرگس

یہ دو آنکھین تو کیا ہون چار [illegible] کو خواہش ہے
جناب مرتضیٰ مین ہو چلے سر تا قدم نرگس

کسی کو ہے تمنا جسم کی کسی کو جام کی خواہش — مجھے ہے آستان بوسی سے صبح و شام کی خواہش
کیا ہے وہ پہلے ہی قدم مین کعبۂ دل کو — خدا جانے کہ کیا کرتی ہے اصنام کی خواہش
خراش سینہ ہو لیکن نگین کی طرح دنیا مین — نہ روشن روسیاہی کے سوا ہو نام کی خواہش
سوائے بندگی رب نہین کچھہ مطلب دل ہے — غرض اکرام سے مجھکو نہ ہے انعام کی خواہش

کوئی طالب کسی شئے کا ہو لیکن دل کو [illegible] کے
جناب مرتضیٰ سے ہے سدا آرام کی خواہش -

بلبل کو ہو بہار مین گلزار کی تلاش — لیکن مجھے سدا ہے مرے یار کی تلاش
ٹکڑے دل و جگر کو کیا جس نے بارہا — ہے مجھکو اب تلک اوسی خونخوار کی تلاش
کب تام گل ہے وادی الفت مین اسلئے — ہے پائے رہروان کو سر خار کی تلاش
دیتا ہے پیچ و تاب جیسے دل زنجیر مین — کس مو کمر کے زلف کی ہے تار کی تلاش

گنج کرم سے بخشئے مولا کچھہ اس قدر

چندا کو ہو نہ پھر کسی زردار کی تلاش

دور شراب سرخ ہے یہان صبح و شام رقص — دیکھے کبھی تو یار یہ مجلس تمام رقص
حق نے کیا ہے یار کو بس میرے بیٹھ کر — جس جائے دیکھتا ہون نظر مین ہر عام رقص
تسخیر وحش و طیر تو کیا خاص و عام تک — رکھتا ہے سب کے حق مین ترا حکم دام رقص
گر چھوڑ بزم غیر کو آجائے یہان ملک — دکھلاؤن تجھکو ایسا ہی جسکا ہے نام رقص

دونون جہان مین کیون نکرے فخر یا علی
چندا کو تیرے در کا ملے ہے مدام رقص

سوا تیرے نہین رکھتا کسی سے مدعا مخلص — جو تو سمجھے نہ سمجھے ہی ترا جان فدا مخلص
غرور اب جانفشانی کا ہے تجھکو غیر کی لیکن — نہ دیکھے گا جہان مین ہم سا کوئی باوفا مخلص
سمجھے منظور ہے ہر آن مین خاطر رقیبون کی — بلا کو ہے غرض تیری رہے خوش یا خفا مخلص
ہون لے سے والہ و شیدا ادا و ناز کا کشتہ — جلاؤ یا کہ مارو ہون قدیمی آپ کا مخلص

جناب پاک سے تیرے یہی چندا کو مطلب ہے
سمجھ اپنے موالی کا مجھے مشکل کشا مخلص

مشک سے مطلب نہین اوسکو نہ عنبر سے غرض — ہے جسے صبح و مسا گیسوئے دلبر سے غرض
بزم مین تیری چھپا جاہے جو عشق سے ہے — رہے مین یان بس ہے اپنے دیدۂ تر سے غرض
ہے عجب اس بزم مین وہ ہووے گرم گفتگو — شمع کے مانند جسکو تا ہے سر سے غرض
دولت و دنیا ملے لیکن پری رخسار کے — ہے تصور مین عرق کے گنج گوہر سے غرض

جسکو تو چاہے اوسے سب چاہین چندا کو سدا
ظاہر و باطن مین ہے مولائے مظہر سے غرض

رکھتے ہین جیسے اشک سے یہ دیدۂ تر فیض — دامن مین لیا اپنے ہے دریائے گہر فیض
تیری عجب کیا ہے کرے مجھکو کرم سے — رکھتی ہے دو عالم پہ تیری ایک نظر فیض

اک جام پہ بخشے ہے یہان رتبہ جم کو
کس کی نگہ مست سے رکھتی ہے خبر فیض

محروم نہین کوئی ترے خوان کرم سے
ہے مہر خدائی کا ہی سب تجھ پہ مگر فیض

چھندا ہے پرتو سے ترے یا علیؑ روشن
خورشید کو ہے در سے ترے شام و سحر فیض

جب سے ہے دلکو مرے اوس ستم ایجاد سے ربط
تب سے رہتی ہے سدا نالہ و فریاد سے ربط

خار آنکھون مین ترے ہم ہی رہے رشک چمن
بلبل و گل سے ہے قمری و شمشاد سے ربط

متحد عاشق و معشوق ہین باطن مین بہم
ظاہر اگرچہ نہ تھا شیرین کو فرہاد سے ربط

حال دل عرض کرون دل ہی مین تھا اوسکے آگے
مرگ نے دی نہین مہلت جو ہو جلاد سے ربط

ہو سکے کب جو اوٹھا دے وہ کسی کی منت
بس ہے چھندا کو علیؑ تیرے ہی امداد سے ربط

کر دل نگاہ ناوک جانان کی احتیاط
لازم ہے میزبان کو مہمان کی احتیاط

غیرت نے میری چشم سے آنسو کو رہ نہ دی
ہوتی ہے پاسبان کو زندان کی احتیاط

دل اسقدر کہان ہے غنچہ خاطر رقیب سے
گلچین سے ہو سکے نہ گلستان کی احتیاط

دیکھا ہے جب سے اوس بت کافر کو ہے یہ حال
کرنی پڑی ہے شیخ کو ایمان کی احتیاط

ہے گلشن نجف مین ترے ہاتھ یا علیؑ
چھندا اسی عندلیب غزلخوان کی احتیاط

تجھے ہے آئینہ رو میری گر صفا ملحوظ
نہ رکھ غبار دل آشنا سدا ملحوظ

جو اختلاط تو غیرون سے روز کرتا ہے
مگر ہے صبح و مسا مجھ پہ کچھ جفا ملحوظ

اگرچہ جان سے اپنے ہوں ہر طرح حاضر
کرون مین کیا ترے دل مین نہین وفا ملحوظ

جہان کی بزم مین پروانے سوزبان سے شمع
جلے ہے تجھ پہ ہوا کچھ نہ مدعا ملحوظ

کچھ بچا ہے گئے محشر چھندا اسد اکینزی ہین

خدا کرے کہ رکھے تجھ کو مرتضیٰ محفوظ

رہے رقیب سے یا ہم وہ سیمبر محفوظ
ہوا نہ آہ کا اپنے کبھی اثر محفوظ

دریغ چشم کرم سے نہ رکھ کہ اے ظالم
کرے ہے دل کو مرے تیری یک نظر محفوظ

جو بار بار ہوس بات کی مجھکو
رکھے جو ایک ہی آہ میں لشکر محفوظ

تماشا ایک خدائی کا ہم دکھاتے ہیں
تو کیجے بندہ نوازی ہوئے ہو گر محفوظ

یہی دعا ہے کہ چندا کا دل علی ولی
ترے کرم سے رہے شام اور سحر محفوظ

بہ مقابل شعلہ رو کے بزم میں آتی ہے شمع
مثل پروانے کے جو بیتاب جل جاتی ہے شمع

حسن کی شہرت کو تیری سن کے اے خورشید رو
کہنے سے باد صبا کے سخت شرماتی ہے شمع

چشم تر اور جان بلب ہے ماہ رو کے عشق میں
دیکھیے وقت سحر اب جان سے جاتی ہے شمع

کھول مت محفل میں ان زلفوں کو پیارے رات کو
دیکھ کر مار سیہ کو جی سے گھبراتی ہے شمع

چاہیے کونین میں دست حمایت یا علی
ساتھ چندا اپنے لے ایمان کی آتی ہے شمع

ملنے سے مجھکو طبیب اب تو نکر یار کے منع
سنتے ہیں حق میں یہ پرہیز ہے بیمار کے منع

خوبی ناز سراپا ہے عجب شئی زاہد
کیوں تو اٹکھیلی کو کرتا ہے طرحدار کے منع

ہے جزا اوس کو خدا خیر کی فصل گل میں
جو کرے ذبح کو اس صید گرفتار کے منع

بعد یک عمر کے ساقی نے الش مجھکو دی
مت تو لینے سے کر اب ساغر سرشار کے منع

آرزو ہے یہی چندا کو محبت مولا
دیکھنے سے نکرے تا کسی زوار کے منع

کرتا ہے مجھکو دیکھکے کیوں جستجوئے تیغ
ہے سر اجابت آب جوئے تیغ

زخم جگر کی اوس سے نہ رکھ چشم التیام
سیف زبان پہ جیسے ہے الکن گفتگوئے تیغ

کل زور تھا مرا صف عشاق میں ترے
قد موزونہ سے گر کھینچتا کوئی روبروئے تیغ
ہووے ابھی تڑپ سے رہا بسملوں کا جی
ہا بر دگر لگا لے جو تو آرزوئے تیغ

چندا کے خیر خواہ کو عزت ہو یا علی
اوس کا ستدار ہے سر بدخواہ سوئے تیغ

کھینچے ہے جس پہ تیغ کو تو گھات کی طرف
لائے وہ نذر سر کو ترے ہاتھ کی طرف
کیا تجھ سے سوز دل کہوں اپنا بر نگ شمع
کہتا ہے دیکھ دیکھ کے دل رات کی طرف
باطن میں دلکو گو کہ جلایا ہے تو نے آہ
ظاہر کی تو نظر ہو مدارات کی طرف
مجھکو بہار باغ سے کیا کام عندلیب
دل ہے وہ گلبدن کے ملاقات کی طرف

بے شک و ریب یا علی ہر ایک جان سے
چندا کو بس ہے تیرے عنایات کی طرف

کیوں ہو دل اندنوں میں بلبل زار نجف
ہے مری مد نظر میں صحن گلزار نجف
دولت کونین ہو جائے فراہم آن میں
باریابی ہو مجھے جو دم بدربار نجف
اوس موالی کو ہو پھر خواہش باغ بہشت
جان و دل سے جو کوئی ہووے طلبگار نجف
خلق کی ہے کاربرآری اوسکی ذات سے
کون ہے وہ جو نہیں محتاج سرکار نجف

گو سراپا تو ہے غرق بحر عصیاں خوف سے
بس حمایت کو تری چندا ہے سالار نجف

ہر رنگ سے ہزار جھلک گو دکھلائے برق
چشمک کا لطف یار کے ہرگز نہ پائے برق
باہر جو نکلے برقع سے وہ روئے آتشیں
چادر میں ابر کے وہیں منہ کو چھپائے برق
گرمی نہیں ہے آنکھ لڑانے میں کچھ فقط
چتون بھی اوس بھبوکے کی ہے آشنائے برق
چشم پر آب و آہ شرر بار سے ہے کام
خواہش نہ ابر کی ہے مجھے نے ہوائے برق

گرمی وہ ہووے حسن میں چندا کے یا علی

جلوہ کو اوسکے دیکھ کے بس لوٹ جائے برق

سال گزرے ہیں کہ در پردہ ہے ماہ معشوق
ڈھونڈتے ہیں کوئی آنکھوں سے نگاہ معشوق

ترک کب ہوتا ہے تنہا کہ سدا رہتے ہیں
غمزہ و ناز و ادا عشوہ سپاہ معشوق

آہ پُرزور نے کھولی نہ گرہ طالع کی
جیسے دل تنگ ہوا ہے جو شاہ معشوق

دیکھیے جو وہ ستمگر سے دکھاوے اللہ
اب گزر جان سے رکا ہوں میں راہ معشوق

کب بھی وفا ہے چندا اثری اے شاہ نجف
پرورش تجھسے ہے عاشق کی بنباہ معشوق

وہ یوں دستار پہ اپنے ہے طفل تند خو عاشق
کہ ہو سکتا نہیں جز آئینہ کے روبرو عاشق

مری نازک مزاجی کی نہیں رکھتا خبر ہرگز
وہ سنگیں دل نہیں ممکن کہ ہو سکتا ہو کبھو عاشق

خوشی خوبوں کی ہے عاشق کی رسوائی میں تجھ ورنہ
کرے تار نظر سے چاک کو دل کے رفو عاشق

ہوں کیوں بلبل رضوان جنت تیرے شیدائی
کہ تجھ پر ہے مرے گلرو ترا ہی رنگ و بو عاشق

ہو سو جان سے تجھ پر تصدق یا علیؑ کیونکر
بدل ہے نام پر چندا ترے بے گفتگو عاشق

تجھ بغیر آنکھوں میں میرے شب ہوا یوں جوں ابر برق
ڈر سے بادل نے لیا پہلو میں اپنے دابے برق

سبزی ہرگز نہ ہو پت دل جلوں کی اپنے آہ
جسکی گرمی سے سدا ڈالے ہے بر خود آپ برق

ہجر کے غم کی گھٹا دل پر مرے یوں دیکھ کر
آنکھ سے اپنے سدا ٹپکائے خون ناب برق

ایک ہی شعلے میں بس جائے پانی ہو گئیں
عشق کی آتش کے گر ہمسر ہو شیخ و شاب برق

گرم رو ہے یہ دل چندا نجف کو یا علیؑ
جسکی حسرت سے پھرے ہے چرخ پر بیتاب برق

آیا نہیں ہے خواب میں بھی یار اب تلک
میں منتظر ہے دیدۂ بیدار اب تلک

بتکدہ میں بت ہیں پر ایک تجھ سوا
دیکھا نہ ایسے دور میں ہشیار اب تلک

شربت سے اپنے وصل کے کر ایک دم
دکھلا رقیب سا تجھ تھا گلہ دکے تب سے آہ
یہہ جان لب پہ تشنۂ دیدار اب تلک
کھٹکے ہے دل مین تو ہی مرے خار اب تلک

بولینگے لوگ ساقی کوثر سے حشر مین
چیندا ہمی ولا سے ہے سرشار اب تلک

ہمرہ تمہارے طالع بیدار ہجران تلک
کب اوٹھ سکے سوائے عصا کے زمین سے
ٹکڑے ہے دل وجگر تو کہا یہ بھی ہے غرض
شبنم سے کچھ غرض نہین چشم امید کو
آیا تھا اپنے گھر سے سرا یار ہجران تلک
نرگس ہے تیری چشم کی بیمار ہجران تلک
پھر آئے وہ کبھی تو ستمگار ہجران تلک
ہے تازہ میرے اشک سے گلزار ہجران تلک

چیندا دماغ جائے فلک پر سنے سے نام
دل میرا ہے علیؑ کا طلب گار ہجران تلک

ساغر سے کسکے چشم کے پیکر شراب دل
تیرے نگاہ گرم سے ساقی عین ہے کچھ
سر کو مین اپنے نذر کیا بات کے لئے
بکھری ہے جب سے آنکھ مری تیز رخ پر آہ
پھرتا ہے بیخودانہ سا مست و خراب دل
اوس شعلہ رو سے جل کے ہوا ہے کباب دل
اسیر بھی تیرا مجھسے نہین ہے حجاب دل
تڑپے ہے جان اور ہے پر اضطراب دل

چیندا کی ہے یہ عرض کہ دونون جہان مین
اپنے طرف ہی رکھیو مرا بوتراب دل

تیری تو عندلیب غرض ہے بہار گل
دیکھا چمن مین واسطے بلبل کے جا بجا
اوس غنچہ لب کے یاد مین اشک گھر مرے
آنکھون مین عندلیب کے نوشتر ہے ہر کلی
تو دیکھ میرے یار کو کب ہو دو چار گل
ہرگز نہین رقیب سوا کوئے خار گل
شبنم کیطرح ہوتے ہین ہر دم نثار گل
لک نقش پا کے سامنے ہے افتخار گل

چیندا نہووے کیون ترے قربان یا علیؑ

تو جان عندلیب ہے تو اعتبار گل

ہو تری عمر خضر ماہ جمال
رشتۂ تار دم مسیحا ہو
پنجتن تجھ پہ ہوں کرم گستر
شش جہت میں ہے شہرۂ بخشش

یوں ہی تیری گرہ ہو سال بسال
ہو مبارک تجھے یہ فرخ فال
اور اللہ کا رہے افضال
کہاں حاتم میں ایسے تھے افعال

عرض سرکار مرتضیٰ میں ہے یہ
پائے دونو جہاں کا چندا بالی

رکھتے ہیں توقع یہ ترے غیر سے کم ہم
پرواز کی امید ہے کو مرغ قفس کو
جوں شمع تری یک نگہ گرم سے ظالم
یہاں سلطنت کرنے کی ہے ساقی کسے پروا

رکھتے ہیں ترے دور میں یہ چشم کرم ہم
ہرگز نہ چھٹیں گے ترے دام سے رم ہم
رہتے ہیں یہاں عمر سے با دیدۂ نم ہم
پینے سے ترے جام الست کے ہوئے جم ہم

معروضہ یہ چندا کا ہے اب شاہ نجف سے
دیکھیں نہ کبھی گردش افلاک سے غم ہم

چمن سے کیوں اڑی اس آہ دل کو دیکھ کر شبنم
اگر بلبل ترے معشوق کی عاشق یقیں ہے وہ
نہ ہم کو ہے چمن گلچیں سے نہ تجھ کو گل سے راحت ہے
ہماری آہ کی تاثیر پنہاں ہووے گلشن سے

کہ ہم بھی اشک ریزی میں ہیں ہمیشہ مثل شبنم
گذر پھر کس لئے کرتی ہے گل پر صبح کو شبنم
محبت سے ہی ہم کرتے ہیں تو بھی در گذر شبنم
اڑے ہے رنگ گل کے لگا کر بال و پر شبنم

تصدق جان و دل سے دین سے ایمان سے اپنے
ہے چندا اپنے مولا کی تو مثل خورشید پر شبنم

عشق میں ننگ سے مطلب ہے نہ ہے نام سے کام
جب سے زلفوں میں تیرے یار گرفتار ہوا

کچھ کہے کوئی سدا اپنے ہمیں کام سے کام
طائر دل کو ہمیشہ ترے دام سے کام

منعچو عارض و لب کا جسے چسکا ہوا ہے
پھر زلیخا لے سی یوسف مصری کی نہ بات
پھر کبھو کیونکہ رہے شیشے اور جام سے کام
نازنین اسکو پڑا تیرے جو دشنام سے کام

رکھے چندا نہ کبھی قیصر و خاقان سے غرض
کیونکہ اوسکو شہ مردان کے ہے انجام سے کام

باز آتے ہی نہین قاتل خونخوار سے ہم
تان کر ابرو سے تلوار کو مت دیکھو ادہر
کس لئے سیلی کی نظر چڑھ گئی چتون یارو
عمر بھر ہمکو ہے منظور محبت کا نباہ
پھر لگاتے ہین اب دل کو اوسی یار سے ہم
ڈرنے والے نہین ظالم تری تلوار سے ہم
لڑتے ہی آنکھ کے کچھ ہو گئے سرشار سے ہم
نہین انکار کبھی کرنے کے اقرار سے ہم

عمر بھر یون ہی رہے حسن کا چندا جلوہ
آرزو رکھتے ہین یہ حیدر کرار سے ہم

ظاہر مین یا کہ خواب مین صورت دکھا کہین
مین پوچھتا ہون دن کی تو کہتا ہے رات کی
بلبل نمط تڑپتا ہون گل و بہار مین
کی کو کس سے کہ وہ کسی مین لئے جان کتی
تڑپے ہون انتظار مین اے شوخ آ کہین
معلوم یون ہوا کہ ترا دل لگا کہین
لیجائے یہ بہار ترے تک صبا کہین
جان باز تو نے اور بھی مجھسا سنا کہین

چندا کی عرض ہے یہی عالیجناب سے
عقدہ کو حل کرین مرے مشکل کشا کہین

ہمارے واسطے تم ہو اگر وہان بیقراری ہین
جو اہل دل کہ صاحب درد ہے آگاہ ہے وہ ہی
نہ وہ ہوش و حواس اب ہین نہ وہ تاب و طاقت ہے
کوئی کھینچے لئے جاتا ہے تن سے روح کیا کیجے
اجی رہتے ہین ہم بھی یہان تمہاری یادگار مین
مزہ جو کچھ کہ ہے کچھلے پہر کی اشکبار مین
عجب حالت ہماری ہے تمہاری انتظار مین
اذیت کھینچتے ہین یار کیا کیا تیری یار مین

کرم مشکل کشا مشکل کشائی جلد چندا کی

نکلتا منہ سے ہے ہر دم یہی بے اختیار ہین

حاکم کے کہنے کا نہین مجھکو اثر کہین — محکوم ایسا دیکھا کوئی جنبشر کہین
اس وضع پر ہو کیا مجھے پھر تیرا اعتبار — رہتا ہے شام کو تو کہین اور سحر کہین
بویا زمین دل مین سدا تخم آرزو — پر نارسائیون کا نہ دیکھا ثمر کہین
بھیا جو بندگی مین کرے جان کو نثار — کب ہے یہ بیدلون کو جہان کے جگر کہین

چندا کو آرزو ہے یہی اوس پہ لطف سے
یا مرتضیٰ علی ولی ہو نظر کہین

ظاہر کی گفتگو کو مرے پاس جا نہین — باطن مین ہم تو دل کے سوا آشنا نہین
فرہاد و قیس نے تو دیا جان عشق مین — لیکن یہ دور مین کوئی مجھسا سنا نہین
یہان تک تو اوٹھگیا ہے زمانہ سے اتحاد — دل بھی مرے بغل مین ہے پر آشنا نہین
جھگڑے ہزار مجھ سے تو کر اور سب سے صلح — ہر چند مجھ سے خوش ہو تو مین خفا نہین

چندا سمجھ کے کعبۂ دل یا علی ولی
اوسکو سوائے طوف نجف مدعا نہین

جلوہ گر اندون کچھ اشک ہین کم آنکھون مین — اسلئے خون رہا آن کے جم آنکھون مین
راست کہتا ہون سبھی پیچ کھلے ہین دل کے — ایک پھرتا ہے ترے زلف کا خم آنکھون مین
دل مین رہتا ہے مرے گرچہ وہ طفل بد خو — اشک کی طرح نہ ٹھہرا کوئی دم آنکھون مین
نظرین بدلی ہین بطرح گران خاطر ہو — یون فلک سے سبک یار کے ہم آنکھون مین

باغبان سے نہین منت پہ نیاز مولا
دل کے داشد سے ہے چندا کے ارم آنکھون مین

ھلال مہ نو کو ہم دیکھتے ہین — وہ ابرو کا تیرے جو خم دیکھتے ہین
حرم کو بنائے ہین لب دیر دل مین — تجھے جب سے ہم اے صنم دیکھتے ہین

ہین تیری آنکھین ہے اک غیرت آہوین
رہین کیونکہ بستی مین یار عاشق ہے کہ ہم
حسین جوان کو تیری قسم دیکھتے ہین
جو آہو کو جنگل سے رم دیکھتے ہین

کہین بھی ستے سے مرتضیٰ کے بہتر
جو چندا پہ لطف اتم دیکھتے ہینا

کٹی ہے ہجر کی شب اب ہے وصل یار کا دن
اوٹھا بغل سے تو اے ماہ رو نہ ست سے
قسم تجھے سر مینا کی ساقیا مے دے
سواے نالہ و آہ و فغان اے زہرہ جبین
خدا نے تجکو دکھایا ہے یہ بہار کا دن
نہو جو کیونکہ گلا تیرے بیقرار کا دن
نشے کی رات ہے یہ اور ہے خمار کا دن
تمام ہووے نہ راحت دلفگار کا دن

کٹے ہے دم یہ جو چندا کا یاد مولا مین -
گنے ہے عمر مین اپنے وہ ہی شمار کا دن

باہم وہ کب خوشی سے ملے تنگ خواب مین
زخمی کیا وہ دل کو سر شہسوار حسن
سے سنار کعبہ کیا مین اے صنم
بھٹکا کبھی نہ راہ سے ظاہر مین خوشخرام
جسکے خیال کو ہے کرے تنگ خواب مین
عاشق کی صف سے جو کرے جنگ خواب مین
دیکھا ہون جب سے در کا ترے سنگ خواب مین
اٹکھیلیون کا جیسے کرے ڈھنگ خواب مین

بیدار کیا نصیب ہے چندا کا یا علیؑ
باغ نجف کا دیکھا ہے جو رنگ خواب مین

مہیا دو جہان مین جو عیش ہے تیرے بہ شان
بھلا اب کوئی ہو کیا شان و شوکت مین ترا ہمسر
نہین کچھ حاجت اظہار تو تا حال دل میرا
بھی مشہور عالم ہے گداے شاہ تک باہم
نہ جم سے بھی ہوا تہا اسقدر نوروز کا سامان
کھڑے ہین دست بستہ سامنے جب قیصر و خاقان
ہر یک ذرہ کب بھر کرم سے ہے ترے پنہان
ترے خوان کرم پر کون ہے وہ جو نہین مہمان

سدا بخشے زین چندا سے ہزارون جسکے سایہ مین

نظام الدولہ و شاہ دکن ہے رستم دوران

جو دیکھا یار کے عارض پہ پیچ خال تاباں کو
تجھی پہنچی کہ جو ہندو کرے ہے حفظ قرآن کو

رہا ہم دوش سنبل اس چمن میں عشق سے پریشاں
سبق تھا داغ دل کا وہاں طفل دبستان کو

ہوا گلگوں ہے اے بلبل جو دیکھا تو ستم خالی ہو
لگا دیں آگ ہی یک لخت ہم گلستان کو

سیاں سوز نگہ سے دیکھا گریبان چاک کر کر بھی
پہنچتا ہی نہیں ہے ہات میرا تیرے داماں کو

بچا ہی لینگے ہر یک آفت سے اسکے وسیلے سے
جو اپنی آبرو سونپی ہے چندا شاہ مردان کو

تم منہ لگا کے غیروں کو مغرور مت کرو
لگ چلنا ایسے ویسوں سے دستور مت کرو

ٹک دیکھا کے ہم کو کسی زاری نہیں ہے جو
یہ راز عشق ہے اسے مشہور مت کرو

ہرچند دل دکھانا کسی کا برا ہے پر
رنجیدہ خاطروں کو تو رنجور مت کرو

اے ... مو بجھ سے ہے منظور اختلاط
جز ذکر یار تم کوئی مذکور مت کرو

روشن رکھو جہان میں مثل آفتاب مہر
چندا کے منہ سے نور کو تم دور مت کرو

نوا سے بزم میں اٹھ کے بیٹھنے اگر ہمکو
کھڑے ہوں دیکھنے شاہان سحر وہ ہمکو

ہماری چشم نے ایسا کمال پایا ہے
جدھر کو دیکھئے آتا ہے تو نظر ہمکو

قلق سے عشق کے ہوجائے دل بکیوں غلطان
نظر جب آئے ترے کان کا گہر ہمکو

وفا کے ہاتھ سے اپنے کمال عاجز ہیں
جفا تو اسکی تھی معلوم بیشتر ہمکو

نہیں ہے طاق سے کسریٰ کے کچھ غرض چندا
ملا ہے جب سے کہ مشکل کشا کا در ہمکو

کیوں تیغ ہر وقت لگاتا ہے حنا پاؤں کو
ننگ آتا ہے مرے خون سے کیا پاؤں کو

قتل پر میرے کمر باندھ رکھا ہے جو قدم
حق رکھے خوش تجھے میرے لیے سرا پاؤں کو

گر مرے دل کو چرایا نہین تو نے ظالم
کھول دے بند ہتلی کو بتا ہاتون کو

نغمۂ سوز سے دل کیونکہ نہ پرواز کرے
رقص کرتا ہے تو ہر وقت بجا ہاتون کو

مدعا پائے گی چندا کا ابہی بہر دعا
درگہ شاہ نجف مین تو اوٹہا ہاتون کو

سامنے تیرے مژہ کے ہو نہ زنہار آئینہ
پہن آوے گر لقا ہر آئینہ چار آئینہ

عاشقون کے ہاتہ خالی ہون متاع حسن سے
عکس افشان ہی ہو تیرے صفت زردار آئینہ

منتظر اوس کی توجہ کے ہین سب شاہ و گدا
حسن سے جسکے لیا ہے گنج خر دار آئینہ

گر نہین ہے محو رخ تیرا تو پیارے کس لئے
رات دن رکھتا ہے یکسان چشم بیدار آئینہ

نذر ہم کرتے ہین چندا بے تکلف اپنا دل
گر موالی کو علی کے ہووے درکار آئینہ

ہے مضامین کا یون اپنے نظر مین غوطہ
جیسے موجون کا مسلسل ہو گہر مین غوطہ

مردم چشم کو کیا مردم آبی سے مثال
کہائے وہ پانی مین یہہ خون جگر مین غوطہ

خوب سجتی ہے ترے بر مین پوشاک سفید
دیکے خور نکلے ہے جیون نور سحر مین غوطہ

غور کیجے تو ہین پر نور جماد و نبات
نہ ترے جلوہ کا ہے ذات بشر مین غوطہ

یا علی قلزم خون خوار ہے دنیا مشہور
کہاوے چندا نہ کبہی اوسکے بہنور مین غوطہ

ہو مثل گل صبا سے نہ اس دل کی واگرہ
جب سے وہ غنچہ لب لئے جبین پر دیا گرہ

دل قبض و بسط یار کے ہر شب ہے گرد
دیکہا جو بکہرے بکہرے ہے زلف رسا گرہ

یک عقدہ دل کا میرے فلک سے کہلے حیف
پل مارتے مین غنچون کی کہولے صبا گرہ

یک عمر بعد گہر مرے آیا حجاب سے
وہ دیکہے سر سے پاون تلک جا بجا گرہ

چندا کو دو جہان کی خوبی نصیب ہو

کھولے کرم سے اپنے جو مشکل کشا گرہ

رو کتا ہوں جو اوسنے مجھے خفا رہتا ہے
گرچہ عیش مہیا ہے پر اس محفل میں
ہووے کسطرح بہلا تیری ملاقات نصیب
بے سبب اوسکو خدا واسطے ٹھکرا نہ صنم

دل یہ میرا تیرے کوچے ہی میں جا رہتا ہے
خانہ آباد نہ تو ہووے تو کیا رہتا ہے
گھر میں تیرے ہی رقیب اپنو سنا رہتا ہے
سر میرا تیرے ہی قدموں سے لگا رہتا ہے

دیکھ کہتے ہیں یہ چندا کو موالی علیؑ
حیدر آباد میں اک اہل وفا رہتا ہے

کھینچا صبا شتاب مرے گلعذار سے
سد ہرے نہ کچھہ ترے صف مژگان کے سامنے
بیکل کیا ہے تیرے تصور نے جان میں
گو اختراع عیش کا معدن ہے تو مگر

آنکھوں میں جان آئی ہے انتظار سے
مردانہ دل تھا وہ کہ لڑے جو ہزار سے
کل کا نہ وعدہ کیجیو اس بیقرار سے
رغبت مجھے ہمیشہ ہے بوس و کنار سے

میدان میں کوئی گوئے سخن تجھہ سے لے نہ جائے
چندا امید رکھہ شہ دلدل سوار سے

دیکھا چمن میں دہر کے کیا کیا بہار ہے
دیکھا نہ آئینہ نے کبھی جسکو آنکھہ بھر
تو نے قرار وصل کیا مجھہ سے ظاہرا
باغ بہشت آنکھوں سے اب گر گیا مرے

ہے لالہ رو کوئی تو کوئی گلعذار ہے
شکر خدا وہ اندنوں ہمسے دوچار ہے
تب سے ہماری جان بہت بیقرار ہے
دل میں لبا وہ سبز خط روئے یار ہے

چندا نے یا علیؑ دلی نام پر ترے
صدقے کیا ہے جان کو دل بھی نثار ہے

سنبھال اسکو اے نشانے نہ ان لغوں میں او لجھا لے
نہ پورا وصل کی شب میں ہوا عاشق کا اک ارمان

چڑھے ہیں من ڈسنے کے زہر یہ دو ناگ ہیں کالے
جدائی نے تری ظالم قیامت مجھہ پہ دن ڈالے

اشارہ سمجھ لو اوسی ابرو کا چاہے ہے یہ دل میرا
کہاں سمجھائے سمجھے ہے ناداں قدر تو دل کی

کہ جس جس پہ تیغ ابرو سے سیکڑوں کے پل میں گلے کٹائے
نہ تو جب تک پڑے ظالم کسی بے درد کے پالے

ہمیں مخفی ہے حال دل علیؑ سے تجھ پہ ظاہر ہے
تو ہے روشنگر خورشید سے چندا کے رکھیو اسے

مجھے نام خدا اوس شوخ کا یہ طور بھاتا ہے
ستم ہے کہ اس چشم کا بیخود ہوں تس پر بھی
سفینہ دل کا میں ڈالا ہوں اب دریا میں الفت کی
نہ تو نے وادی الفت کیا طے یار مستغنی ہو

ادا سے چین بہ ابرو ہو لبوں پہ یوں مسکراتا ہے
شراب پرتگالی تو مجھے ساقی پلاتا ہے
لب ساحل ہے سلامت یا طلاطم ہی میں آتا ہے
صف عشاق میں ناحق تو اپنے کو گنتا ہے

بہ رنگ طائر قبلہ نما ہر آن دل میرا
ہر یک اطراف سے چندا نجف کو کھینچ لاتا ہے

بہت مخمور ہوں ساقی شراب ارغوانی دے
خجل جس سے کیا ہے مصر کو وہ ماہرو میرا
گلہ کرتے ہو کیوں ایحضرت دل ہارکا اپنے
تصدق جان و دل اپنا کیا ہوں تجھ پہ مدت سے

نہ رکھ تشنہ مجھے ساغر براہ مہربانی دے
جبین پرشان سے مٹ کے قشقہ زعفرانی دے
کوئی معشوق کب عاشق کو داد جانفشانی دے
کبھو تو بوسہ بھی مجھے اے یار جانی دے

رکھے ہے آرزو چندا تصدق شاہزادوں کا
مرے جو ہیں علی والی مرادیں من کی مانی دے

جو گیسوئے پری کی تا کمر تقریر آتی ہے
مرقع صفحہ امکاں ہر گو کلک مصور سے
جو کچھ خوبی ہے چہرہ پر نمایاں خط خوباں میں
کرے گر قتل مجھکو یا جلائے اوس کی جو مرضی

پئے دیوانگان بیساختہ زنجیر آتی ہے
نگہ میں ایک عالم کی تری تصویر آتی ہے
کہاں اس وضع کی کاتب تجھے تحریر آتی ہے
پئے محکوم ہے حاکم پہ کب تقصیر آتی ہے

نجات ہے یا علیؑ کیونکر نہ مجھ روح شبر سے

کہ حیدر ادھر طرف مرقد شبیر آتی ہے

ہوا کچھ بھی نہ حاصل نالۂ شبگیر سے اپنے
گلہ ہم کو رہا ہے شور بے تاثیر سے اپنے
اسیر غم کو زنداں سے نکالا ہے سبب کس نے
سنا ہے غل بھی تو نے نالۂ زنجیر سے اپنے
یہ مرغ دل ہلال ابرو ترے مژگاں کا قرباں ہے
نکال اب آرزو میری کمان و تیر سے اپنے
جو ہو کوئی ترے قاتل عالم وصل کا پیاسا
نہ رکھ تشنہ لب آب دم شمشیر سے اپنے

نہ ہو حیدر زمانے میں کسی سے کچھ بھی ہرگز
جو کہتا ہے تجھے کہہ شبر و شبیر سے اپنے

ہر روز جو اک دن ہی ستم ایجاد کرو گے
دل عاشقوں کے سیکڑوں برباد کرو گے
گر دام سے اپنے ہمیں آزاد کرو گے
پھر کس سے یہ کنج قفس آباد کرو گے
اوروں سے اگر دوستی رکھتے ہو تو ظاہر
باطن میں یقین ہے کہ ہمیں یاد کرو گے
ناشاد کئی دل ہیں نہ ملنے سے تمہارے
ایسا کبھی ہوگا جو اونھیں شاد کرو گے

سو جان سے ہوگی وہ تصدق مرے مولا
حیدر کی جو کونین میں امداد کرو گے

چشم کافر بھی ہے اور غمزۂ خونخوار بھی ہے
قتل کو پاس سپاہی کے یہ تلوار بھی ہے
کفر اسلام میں ثابت ہے دل کسکا بھلا
صاحب سبحہ بھی ہے مالک زنار بھی ہے
گرچہ راحت کے ملنے سے ہے سوزش ہی وہی
جس جگہ گل ہے مری جان وہیں خار بھی ہے
کچھ سمجھ کر ہی کیا اوس نے تعلق اے دل
رحم پر صرف بجا اوسکے ستمگار بھی ہے

حال دل کس سے کہے حیدر اسکے مشکل ہیں
یا علی تیرے سوا کوئی مددگار بھی ہے

گویا کہ تازہ کشف کی وہ ابتدا کرے
دل کو جوان بتوں سے کوئی آشنا کرے
پہنچا تو اوسکی خاک قدم میری چشم تک
جب خوبرو چمن میں لگا اے صبا کرے

ہوا اوس نازنین زرق برق بنانے کا الغرض
گلر دیکھ ایک غنچہ دل کیا ہے میرا آہ

ہے وہی شوریدہ جو کسی دل مین جا کرے
گر باد نسیم لطف تو سو عقدے وا کرے

چشم امید ہے یہی چندا کو روز و شب
میری طرف نگاہ کرم مرتضیٰ کرے

اگر وہ قامت زیبا میری داد کو پہونچے
ادا شرط عبادت ہو سکے ہے کب ادا اس کی
ہے کوئی نہ عقدہ پھر عشاق سے باقی
ہوئے ہین عشق مین مشہور گرچہ قیس و امق بھی

سلام حضرت اس گلشن مین ہر شمشاد کو پہونچے
خودی کو اپنے جب بھولے خدا کی یاد کو پہونچے
نہ میرے جنون کی گر ستم ایجاد کو پہونچے
نہ کیا اک دم جو کوشش فرہاد کو پہونچے

نہین کچھ حاجت تقریر چندا اب یہ روشن ہے
سوائے تیشہ کے کون اب فرہاد کو پہونچے

یاد آ گئی ہے دل کو مرے آہ کسیکی
خواہش تجھے غیرون کی سدا رہتی ہے لیکن
بوسہ بھی کوئی مانگے تو شے جان کے خیرات
کس طرح کہون آہ بھلا حال دل اپنا

تکتا ہون شب و روز جو مین راہ کسی کی
ہمکو تو نہین تیرے سوا چاہ کسی کی
خاطر کو نہ رنجیدہ کرا یا آہ کسی کی
سنتا ہین کچھ بات وہ دلخواہ کسی کی

تحقیق کیا ہم نے بجز شاہ نجف کے
چندا کو تمنا نہین واللہ کسی کی

عجب کیا میکشی کا دل مین سر زاہد کے جوش آئے
نہین ممکن نہین وحشت زدہ پھر سے کو ہوش آئے
کیا ہے ضبط اوس پردہ نشین نے عشق مین ہم نے
ہوا وہ آئینہ رو محفل آرا بعد مدت کے

اگر ساغر بکف محفل مین اپنا ماہ وش آئے
طرف بستی کے یہ دیوانہ گر صحرا بدوش آئے
صدا آہ نا ممکن ہے دل سے تا بگوش آئے
اگر آئے بیان نہ تو کہہ دینا خموش آئے

بتا دون نامہ اعمال چندا سحر جو شش مین

جو میسر تھا جسے ہم نشینی کو تسلی سا سے فروش آتے

ترا دل کو بنانے کے ہم سے ننگ نام سے گذرے
رہی ہے ہم کو لیتے اون اشکون سے خونباری
کہیں کیا جو کہ گذرے ہیں تیرے عشق میں لیکن
رخ و گیسو و خال و طاق ابرو دیکھکر اوس کے

تو عشق نرگس چشم بت گلفام سے گذرے
چمن میں مثل شبنم ہے گذرے صبح و شام سے
کہاں یہ ہو سکے یہ خیال خام سے گذرے
نماز و روزہ و تسبیح و صبح و شام سے گذرے

کرو امداد فضل حق سے یا مشکل کشا میری
سدا کونین میں حیدر اکو اب آرام سے گذرے

کہا کس نے کہ تم مجھ سے یوں اقرار کیا سمجھے
برنگ شمع روشن ہے یہ اہل بزم پر لیکن
جو سچ پوچھو تو یہ زحمت اوٹھائی عشق شیرین میں
نہ ہم سمجھے یک ناخن کے ہووے کیا حقیقت ہے

پھر اگر رنج کا اپنے لبون سے بیزار کیا سمجھے
جو حالت اپنی سینہ تھی یہ کی اظہار کیا سمجھے
اگر فرہاد سے خسرو کیسے انکار کیا سمجھے
مہ نو دلمین قدر ابرو سے ہمدار کیا سمجھے

محمد جب کرین تعریف حیدر اکی حقیقت کیا
ہمارا کوئی رتبہ حیدر کرار کیا سمجھے

ہم جو سمجھے تھے گمان اوس شوخ کے پالے پڑے
ہجر میں رو رہا ہوں تیرے راتدن میں اسقدر
چاند سا منہ اپنا دکھلا دے کبھی او گلبدن
دست رس شانے سمجھے گیسو ہو اوس زلف تک

دل تو جاتا ہی رہا اب جان کے لالے پڑے
خون سے دل کے سب جلتے ہیں پر نالے پڑے
سیکڑون در پر ترے ہیں دیکھنے والے پڑے
جسکی ہر لٹ میں لٹکتے ہیں سدا کالے پڑے

آئی حیدر آپکے در پر ہے دیوں یا علی
تکتے ہون الماس کے اور لعل کے بالے پڑے

ہر شب ہے گذری یاد میں جس گلعذار کی
کچھ کچھ نظر جو آتی ہے سیماب میں تڑپ

یک روز کی خبر بھی نہ اس بے قرار کی
سیکھی ہے طرز دل نے مرے اضطرار کی

روز ازل جو جام محبت پلا دیا — سرخی رہی ہے آنکھوں میں اب تک خمار کی
خون جگر یہ آنکھوں سے امڈا کہ یہ چلا — لیکن کبھی یہ جھڑی نہ تھی اشکبار کی

حیدا کو اب دکھایئے دیدار یا علیؑ
طاقت نہیں رہی ہے اوسے انتظار کی -

شب کو ہمارے اون کے ملاقات ہوگئی — شکر خدا کہ ہم پہ عنایات ہوگئی
آتے ہی مین نے اوسکے کیا نذر نقد دل — مہمان کی ہر طرح سے مدارات ہوگئی
بدلے حنا کے خون ملا میرا پاؤن مین — تجھہ سے جفا جو ہونی تھی ہیہات ہوگئی
خورشید رو ستم ہے یہ زلفوں کی تو نے کل — وعدہ کیا تھا دن کا مگر رات ہوگئی

دست خدا سے مانگ لے حیدا لصدق دل
تو جان لے قبول مناجات ہوگئی

گل ہے کے ہونٹکی توقع پہ جئے بیٹھی ہے — ہر کلی جان کو مٹھی مین لئے بیٹھی ہے
کبھی صیاد کا کھٹکا کبھی خوف خزان — بلبل اب جان ہتیلی پہ لئے بیٹھی ہے
تیر و تلوار سے بڑھکر ہے تری ترچھی نگہ — سیکڑون عاشقون کا خون کئے بیٹھی ہے
تیرے رخسار سے تشبیہ اوسے دون کیونکر — شمع تو چربی کو آنکھون مین دیئے بیٹھی ہے

تشنہ لب کیون رہے اے ساقی کوثر حیدا
یہ ترے جام محبت کو پئے بیٹھی ہے

وہ وعدہ کرکے شکوہ تو ہم سے نہان رہے — بولے سحر پھر آئینگے خاطر نشان رہے
گر خیر خواہی آپکو منظور ہے تو بس — ایسا ہوا امتحان کہ پھر امتحان رہے
دامن کشیدگی سے ترے یار حیف ہے — یہان چشم انتظار مری خونفشان رہے
مین اس سوالباط مین رکھتا نہین ہون کچھ — بھیجا ہون دل کو پاس ترے ارمغان ہے

کونین مین بھی ہے تمنا کہ یا علیؑ

چندا پہ حق کرم سے ترے مہرباں رہے ۔

مرے بر میں جب دم وہ دلبر رہے — تو دل میرا کاہے کو مضطر رہے
خلش تیرے مژگاں کی دلمیں ہے یوں — کھٹکتا کہیں جیسے نشتر رہے
جہاں میں نہ پہنچا ہے عاشق کوئی — نہیں بات میری یہ باور رہے
اوٹھاؤں نہ سر کو قدم سے ترے — اگر خلق میں شور محشر رہے

یہی عرض میری ہے مولا علیؑ
ترا سایہ چندا کے سر پر رہے

بہار عیش لیکر باغ میں اب یوں بسنت آئی — کہ بے تکلیف ہے شبنم سے گل کی بادہ پیمائی
صبا اوسکے لئے آئینہ دار چشم بلبل ہے — ہجوم نو عروسان چمن کی ہے خود آرائی
کسی نے مجھسے پوچھا ہے یہ چرچا بزم کا کسکے — کہا میں نے یہ دی ہے حاتم ثانی نے زیبائی
قدم رستم نہ چومے کیونکہ میدان شجاعت میں — ازل سے تا ابد مشہور ہے اسکی مولائی

دیا جو شرط تھی بخشش کی تسپر بھی ہر اک دم میں
برنگ مہر ہے چندا پہ جسکی جلوہ فرمائی

بسنت آئی ہے موج رنگ گل ہے جوش صہبا ہے — خدا کے فضل سے عیش و طرب کی اب کمی کیا ہے
بیاں میں کیا کروں اوسکے شبستاں کا فضا اللہ — قضا و قدر جسکے جشن کا اب کارفرما ہے
سخاوت میں کوئی ہمسر نہوا اوسکا زمانہ میں — وہی کرتا ہے پورا جسکے دلمیں جو ارادہ ہے
خضر کی عمر ہو اوسکی تصدق سے امیر کے — نظام الدولہ آصف جاہ جو سبکا مسیحا ہے

یہی جان کرم سے ہے سدا امید چندا کو
کسی کی بھی نہ ہو محتاج تم سے یہ تمنا ہے

روبرو خورشید رو کے ماہ میں کیا نور ہے — داغ پایا چاند نے جس سے کلف مشہور ہے
غمزہ و ناز و ادا شیوہ ہے خوبوں کا مگر — ہر سخن میں روٹھ جانا بس انکا دستور ہے

عشق مین حق کے انا الحق کہہ رہا ہے بارہا — ہر قطرہ بر لخت دل اپنا یہین منصور ہے
جسکو حوران بہشتی بھی پہونچ سکتی نہین — لیلی و شیرین کا اوسکے آگے کب مذکور ہے

عاجزہ چندا بھی ہووے کرم یا مرتضی ع
بخشش دو دو نو جہان مین سکو سب مقدور ہے

تمت

تاریخ طبع دیوان بالقاسم طبع زاد شیرین بیان مولوی میر محمد علی صاحب متخلص بہ تجنسی

چھپایا اوس نے خوبی کا دیوان اپنے مطبع مین — ہوا یہ گوہر عالی کا چندا جی یہ احسان ہے
مکرر نام روشن کر دیا ہے اوسکا عالم مین — کہ جسکے حسن کا شہرہ دکن سے تا صفاہان ہے
کمی اعدا کے سر کو کاٹ کر تاریخ تجنسی نے — گلستان حسب مہ لقا بائی کا دیوان ہے

۱۳ ۲۴

ولہ

چھپایا گو عبد الاحد نے — جو ہے بے مثل دیوان رہبر عشق
مصنف ماہ لقا بائی ہین اسکی — ہویدا ہر غزل سے ہے سر عشق
سر الفت سے تجنسی سال لکھدو — کہ ہے دیوان چندا دفتر عشق

۱۳ ۲۴






-:RULES:-

1 The book must be returned on the date stamped above.

2 A fine of Re 1/- per volume per day shall be charged for tex-tbooks and 10 P. per vol. per day for general books kept overdue.